عذرااصغرك افسانول مين ججرت كاالميه

The Tragedy of Migration in Azra Asghar Short Stories

Dr. Sadaf Naqvi Chairperson Urdu Department, Govt. College Women University Faisalabad.

> Mehnaz Waheed Ph.D. Urdu Scholar, GCWUF.

Received on: 26-01-2022 Accepted on: 01-03-2022

Abstract

Azra Asghar has interpreted the living life of her surroundings. She always eyed on the human conflict & aggravating circumstances. After the partition of Pakistan, the situation was completely changed. People came to Pakistan after the hardships of migration & leaving behind their homes. Azra Asghar's family also came to Pakistan after migration. Being a sensitive person, she could not remain unaffected by these situations. Her short stories carry the sorrow of migration & the inflicted sorrow of changing human behaviors.

Keywords: Urdu, Human Behaviors, Short Stories, Sensitive, Person

ایک افسانہ نگاراپنے گردوپیش کی جیتی جاگئی زندگی کی ترجمانی ہی کرتا ہے۔اس کی گہری نظر زندگی کے بنتے بگڑتے حالات اوراس کے نتیجے میں انسانی کشمکشوں اورالجھنوں پر ہوتی ہے۔اس طرح اس کا فکری رویہ تخلیق پاتا ہے۔اپنے خیالات کے اظہار کے لئے ہر مصنف اپنے نقطہ نظر کے مطابق زندگی کی تشر تک کرتا ہے۔ تقسیم پاکستان کے بعد حالات یکسر بدل گئے تھے۔لوگ ہجرت کی صعوبتیں سہ کر اپنے گھر بار کٹا کر اور نا قابل تلا فی جانی ومالی نقصان کے بعد پاکستان پہنچے تھے۔اب تعمیرِ نو کے مسائل قوم کے سامنے تھے۔اس نازک صور تحال سے فائدہ اٹھانے والے بھی کم نہ تھے جھوں نے ناجائز طریقوں سے زمینیں اپنے نام کر وائیں اور حقد اروں کو اس سے محروم رکھا۔ ہندوستان میں تو میٹ مقابل ہندواور اگریز تھا مگر پاکستان میں اپنے ہی بھائی دولت کے لالج میں دست و گریبان ہونے لگے۔

ادب انسان کے بہترین خیالات وجذبات کے اظہار کا''
نام ہے اور انسان کے خیالات وجذبات خلاء میں نہیں
پیدا ہوتے بلکہ ایک خاص تہذیب اور ایک خاص
ماحول کی پیداوار ہوتے ہیں ادیب ایک مخصوص
دور ،ایک مخصوص ہئے تے اجتماعی اور ایک مخصوص

نظامِ خیالات کی مخلوق ہو تاہے۔(1)"

عذر ااصغر کا کنبہ بھی ہجرت کے بعد پاکستان منقل ہوا تھا۔ انھوں نے پاکستان بننے سے پہلے اور بعد کے حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ایک حساس انسان ہونے کی وجہ سے وہ ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر بھی نہ رہ سکیں۔ اس لئے ان کے افسانوں میں ہمیں ہجرت کا کرب اور انسانی روّیوں سے ملنے والے دکھ کی کہانیاں ملتی ہیں پاکستان اگرچہ اسلام کے نام پر بننے والا ملک تھا مگر اس اسلامی معاشر سے میں ہندووانہ معاشر سے کے اثرات بھی سرایت کر بچکے ہیں جس کی مثالیں ہم روز مرہ زندگی میں دکھے سکتے ہیں۔

تحریکِ آزادی کازمانہ ایساہ گامہ خیز تھا کہ پوری دنیا عظیم عالمی
جنگ سے دوچار تھی۔اسی دور میں امریکہ نے ہیر وشیمااور ناگاسا کی پرایٹم
بم گراکر انسانیت کوخون کے آنسو رُلا یا۔اس ایٹمی بم کے گرنے سے انسان تو
کیاہر ذی روح ختم ہو گئی جوانسان بچے وہ لنگڑ ہے ، لو لے اور اپانچ ہو گئے۔
ان متاثرین کے بچے آج تک درست حالت میں پیدانہ ہو سکے یہ تو مہذب ملکوں
کا اپنے سے چھوٹے ملکوں کے ساتھ سلوک تھا۔انسانیت دور کہیں زندگی کا
تماشہ دیکھ رہی تھی۔ان سکیین حالات کا اثر بر صغیر پر بھی ہوا۔اس خطے میں

اگرچہ جنگ تو نہیں چھڑی تھی البتہ یہاں بھی آزادی کی تحریکیں زوروں پر تھیں۔ یہ انقلاب کادور تھاجب پوری وُنیا کے نقشے میں جغرافیا کی تبدیلیاں رو نماہور ہی تھیں۔ قیام پاکستان وجود میں آگیا۔ قیام پاکستان علیہ بیاک تان کے لئے جو تحریکیں سرگرم عمل تھیں ان کے نتیج میں آخر کارپاکستان وجود میں آگیا۔ قیام پاکستان کے دوران جو مناظر سننے اور دیکھنے کو ملے وہ دل دہلا دینے والے تھے۔ان تکلیف دہ کموں کو یاد کر کے آج بھی بڑے بوڑھے کے چہروں پر کرب کا تاثر نمایاں نظر آتا ہے۔مصنفہ نے اپنے افسانوی مجموعے ''یادوں کی تاک پہر کھی کہانیاں'' کے افسانے ''د قیانوسی سکے'' میں انھی برلتے ہوئے حالات کی عکاسی کی ہے۔

بالآخر ہندوستان آزاد ہو گیا، نہیں تقسیم ہو گیا۔ متحدہ ''
ہندوستان کا ایک حصہ پاکستان بن گیااور پاکستان
بنتے ہی باہمی رواداریال، دوستی کے رشتے، محبتیں
اور ہمسائیگی سب ریت کی دوار کی طرح ڈھے گئیں
اور ہر سمت نفر تول کا الاؤ بھڑک اُٹھا۔ سب پچھاُ تھل
بُتھل ہو گیا۔ "(2)

برِ صغیرے دوحصوں میں تقسیم ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی لو گوں نے صدیوں کے تعلقات کوایسے توڑ دیا جیسے ریت کی کچی دیوار۔مصنفہ

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) =

"زندگی اور سنر "ایک گھر کی زبانی تقسیم سے پیدا ہونے والے حالات کی کہانی بیان کی ہے۔ اس خطے کے مقامی لوگ باہمی روداری کے تحت ایک دوسرے کے مذہبی شہواروں کا احترام کرتے تھے۔ بھائی چارے کی فضا تھی گر تقسیم کا علان ہوتے ہی باہم شیر وشکر ہو کررہنے والے کل کھائی رسی کی طرح تن گئے۔ ایک دوسرے کے لئے اپنائیت کے جذبات ختم ہو گئے جس کنویں کی منڈیر پر بلا تفریق ہر کوئی پائی استعال کرتاوہاں بھی نذہبی تفریق دیکھنے کو طنے ذہنوں میں ایک دوسرے کے لئے نفرت کے جذبات بیدا ہوتے لگے۔ انسانی خون پائی کی طرح بہایا گیا۔ جس کے جی میں جو آیاس نے وہی کیاوہ بی پچیاں جو آس پڑوس کے مردول کو چاچا ، ماما کہتی تھیں، اغوا ہونے لگیں۔ عور توں کی طرح بہایا کہتی تھیں، اغوا ہونے لگیں۔ عور توں کی طرح بہایا کو تیس لوٹی گئیں۔ پائی کی بجائے عزت بچیانے والی عور توں کی لاشیں تھیں۔ اس افرا تفری اور خوف وہر اس کے عالم میں کو تیس لوٹی گئیں۔ پائی کی بجائے عزت بچیانے والی عور توں کی لاشیں تھیں۔ اس افرا تفری اور خوف وہر اس کے عالم میں لوگ اپنی توازن کھو بیٹھے۔ بیا اسانی فطرت ہے کہ اس سے اپنے ہم نفوں کاد کھ برداشت نہیں ہوتا اور جب انسان کی اپنی ذات کے ساتھ اس قسم کے واقعات پیش آجائیں توانسان زندہ در گور ہو جاتا ہے۔ ان حالات سے دوچار ہونے والی ایک عورت انسان کی اپنی ذات کے ساتھ انوی مجموعے '' میسویں صدی کی لڑکی'' کے ایک افسانے ''عافیت کی سرز مین'' میں بیان کیا ہے۔ یہ عورت اپنی گی گئی کے ساتھ ہونے والی جنسی زیاد تی کی وجہ سے اپناؤ ہی توازن کھو چگی ہے۔ اس افسانے میں جبرت کے دردناک المیے کی روداد بیان کی گئی

یہ ہاتھ تواس وقت ہی اپنی توانائی کھو چکے تھے" جب شمصیں میری گودسے گھسیٹ کرالگ کر دیا گیا تھا۔ کئی مظبوط اور اور خونخوار ہاتھ تم پر جھپت پڑے تھے اور میں دیکھتی رہی تھی۔"(3)

مگراس نفسانفسی کے عالم میں ابھی کچھ ہمدردلوگ باقی تھے جضوں نے حق ہمسائیگی نبھایا۔افسانہ ''ابو بھائی'' میں مصنفہ نے قیام پاکستان کے حالات کی عکاس کرتے ہوئے ایسے ہی نیک دل انسانوں کے بارے میں لکھا ہے جو مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے کا باوجود ایک دوسرے کی بہت عزت کرتے تھے۔اس افسانہ کے دو کردار لالہ رام پر شاداور سیّد زاہد حسین دونوں گبری دوست تھے۔ ان دونوں کے گھروں کی دورار یں بھی ان کے دلوں کی طرح ملی ہوئی تھیں۔دونوں گھرانوں کے افراد آپس میں یکساں محبت سے ملتے ملاتے تھے، لین دین بھی یکساں تھا لیکن ملکوں کی علیحد گی کا اعلان ہوتے ہی اچانک ان کے دلوں میں بھی نہ جانے کیسے دراڑیں پڑ گئیں البتہ لالہ نے اتناحق ضرورادا کیا کہ سیّد صاحب کے بس میں سوار ہونے تک ان کی اوران

کے اہلِ خانہ کی حفاظت کی اور کہا کہ سیدصاحب تمھار اگھر اسی طرح محفوظ رہے گاجب فرصت ملے توسامان لے جانا مگر سیّد صاحب نے بھی حق اداکر دیااور کہا کہ اس میں سے جو مناسب سمجھو بیٹی کو جہیز میں دے دینا۔ ججرت کے بعد لٹے پٹے قافلے جب پاکستان پہنچے تو مقامی لو گوں

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan - March 2022) =

میں کچھ ہمدر داور غمگسار بھی تھے جھوں نے ان خاندانوں کو سینے سے لگا یاان کے زخموں پر مرحم رکھااوران کے دکھوں کا مداوا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔سی افسانہ''عافیت کی سر زمین''میں مخبوط الحواس عورت یہاں کے لوگوں کے اچھے رویے کاذکر کچھ اس انداز میں کرتی ہے:

> "مہاجرین آئے ہیں،ان کا سواگت کر وبہت سی کشادہ باہیں ہماری طرف بڑھیں اور محبت کے ہار ہمارے گلے میں ڈال دیئے گئے۔"(4)

لیکن پاکتان ہجرت کر کے آئے ہوئے لوگ توسب مسلمان تھے۔ پوری دُنیاتر تی کے نام پرنت نئے تجربات سے آشاہورہی تھی کچھ ہواہی الی چلی کہ سید ھے سادے لوگ افلا طون بن بیٹھے کہ اپنے ماضی کو بھلا کر نئے زمانے سے ہم آغوش ہونے گئے۔ سٹیٹس کی الیی آند تھی اُٹھی کہ خاندان بھھر گئے، ترقی اور خوشحالی کا ایسا لی پاپڑا کہ لوگ بیسہ کمانے کے لئے ہیر ونِ ملک جانے لگے گویافرد، فردسے جدا ہو گیا۔ لا کی کی بھیڑ میں کھو گیا۔ لڑکیاں جو آزادی سے پہلے گھروں سے نہیں نکلتی تھیں سکول وکالے سے آگے بڑھ کریونی ورسٹی تک جا پہنچیں۔ مصنفہ افسانہ ''دوقیانوسی سکی' میں لوگوں کے رویوں میں تبدیلی، حسب نسب کی پیچان کے خاتمے، خونی رشتوں کی سفاکی کے بارے میں ورطمحیرت میں ہیں کہ جولوگ نسل در نسل ایک دوسرے کو جانتے تھے انھوں نے نئی سرزمین میں قدم رکھتے ہی ایک دوسرے کو بیسر مجلا دیا:

"پاکتان بننے کے کافی سال بعد تک تولوگ

بو کھلائے پھر تے رہے پھر جس کے جہاں سینگ

سائے بیٹے رہا مگر اس بیٹے رہنے میں ایک "و چھوڑا"

تھا بہت گہرا۔ فرد فردسے ہی بچھڑ گیا تھا۔۔۔ایک

دوسرے کو پو ٹڑوں سے جانے والے بھی کہیں ملتے

توالیی بُلندی پہ کھڑے ہوتے کہ رشتوں کی پیچان میٹ

عباتی عجب نیر نگی تھی۔"(5)

میا قوام ایسی تھیں جن سے ان کی اصل زمین چھن گئے۔ان پر دوسری اقوام نے

قبنہ کر لیا مگر یہ اس خطے کے لوگوں کی خوش قسمتی سمجھیئے کہ ان کو

اللہ تعالی نے عظیم رہنماعطا کئے جضوں نے ایک آزاد مملکت کے لئے ان تھک

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) =

کوششیں کیں۔اس ہم زمین کے لئے جہاں دوس بے رہنماؤں نے کوششیں کیں وہیں ایک عظیم ہستی قائد اعظم کی بھی ہے جنھوں نے اپنے زورِ بازویراس ملک کابودالگا بااوراینے خون جگرسے اس بودے کی آبیاری کی جس کاہم نے آج ثمریابا۔اور آخر کار ہم ایک آزاد ملک میں سانس لینے کے قابل ہوئے۔ یہاں سب ایک مسلمان ملت سے تعلق رکھنے والے آباد ہیں تو پھریہاں اغوا، قتل، ڈا کہ اور رہزنی کی وار داتیں نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمیں اپنے وطن کی قدر کرنی چا میئے۔اب آنے والی نسلوں کافرض بنتاہے کہ اس کواندر ونی طور پر مضبوط بنائیں۔اس کی بنیاد وں میں بزر گوں کاخون شامل ہے۔ان کو کھو کھلا ہونے سے بچانانئی نسل کافر ض ہے۔اس سر زمین کے تقدس کی حفاظت نئی نسل کی ذمہ داری ہے ہے۔ ہمارے بزرگ جب ہجرت کررہے تھے توان کے سامنے ایک عافیت کی سر زمین تھی جہاں وہ عزت سے زند گی گزار سکتے تھے مصنفہ اپنی نوجو ان نسل کو بتاتی ہیں کہ یہ عافیت کی سر زمین کتنی قر بانیوں کے بعد حاصل ہو ئی تھی؟ کتنی عور توں کی آپر وئیں تار تار ہوئیں اور کتنی عور توں نے اپنی عزت کی خاطر موت کو گلے لگالیا تھا۔ بہت سے لوگ نامساعد حالات اور راستول کی د شوار بول کی وجہ سے اس پاک سر زمین تک نہ پہنچ سکے تھے۔ کتنے خون کے دریاعبور کر کے لوگ اس سر زمین تک ینچے تھے ؟ ہم سے جہاں تک ہو سکا ہم نے کیاا پنی آنے والی نسلوں کوایک محفوظ گھر بناکر دے دیا مگراب اس کی حفاظت تم پر لازم ہے۔اگرچہ اس کی د بوارس بہت بلنداور مظبوط ہیں مگراب ملک کی آزادی تمھارے پاس ہماری امانت ہے: "اس گھر کی ایک ایک اینٹ کواپنے خون سے جماکر لگا ماہے اس میں بہت سے جوانوں کالہو شامل ہے اور ہماری کنیاؤں کی عزت کے آمیز ہے سے تبار ہو اہے یہ گھر۔۔۔۔ تماس کی دیکھ ریکھ رکھو، گھر کی د بوارول کو باہر سے نہیں،اندرسے خطرہ ہوتا

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) =

ہے۔ دیواروں کو کھو کھلامت ہونے دو" (6)

عذر ااصغر اپنے افسانوی مجموع ''پت جھڑکا پتا'' کے ایک افسانے گھس بیٹھئے ''میں پاکستان بننے سے پہلے اور بعد کے حالات کے بارے میں کمھتی ہیں کہ جب عالمی جنگ ہور ہی تھی تب ہم غلام ملک کے باشندے تھے۔اس دور کو انھوں نے بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا کہ جب وہ بہت جھوٹی تھیں اور ابھی سہلیوں کے ساتھ گھر گھر کھیلتی اور پیڑوں سے آم اور بیر توڑتوڑ کر زندگی سے لطف اندوز ہور ہی تھیں تب وہ اپنی بزرگوں کی زبان سے "لام ''کا مخصوص لفظ سنتی تھیں جس کو اداکرتے ہوئے بزرگوں کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں نظر آنے لگتے سے۔ یہ لفظ دو سری جنگ عظیم کے حوالے سے استعال کیا جاتا تھا۔ مصنفہ کا کہنا ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کی معاشرت ایک غلام قوم کی سی تھی کیونکہ ان کے ذہنوں پر غلامی کے تالے پڑے ہوئے تھے وہ آزادی کی خواہش توکر سکتے تھے گر اس آزادی کو پانے کے لئے ابھی قربانیاں دینا باقی تھیں۔اللہ کے فضل سے وہ دن بھی آگیا جب پاکستا

ن بننے کا علان ہوا اور لوگ کٹتے مرتے اپنی پاک دھرتی پر پہنچ گئے۔ مسلمانوں پر بڑاکڑا وقت تھا۔ لیکن اللہ کے فضل و کرم سے آج ہم اور ہماری نئی نسلیں آزادی کی فضامیں سانس لے رہی ہیں، ہم آزاد ہو چکے ہیں، ہماراا پناملک، معاشر ہاور تہذیب ہے۔ ہمارے بچے آزادی کے ساتھ جی سکتے ہیں، ور بول سکتے ہیں ہم ایک باہوش قوم ہیں:

"ان د نول بزرگول کی زبان پر عموماً دلام "کانام تھر تھرایا کر تاتھا۔ ہاں شائد کہیں جنگ ہور ہی تھی، کہاں اور کیول؟ ہمارے ناپختہ ذبمن اس جستجو سے دور تھے۔ بیہ تو ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ وہ تود نیا کی دوسری عالمگیر جنگ تھی۔ جس سے بے نیاز ہم دھاچو کڑی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ "(7)"

قیام پاکستان سے قبل حالات جور فتہ رفتہ خراب ہور ہے تھے،ایک دم پلٹا کھا گئے اور پاکستان معرضِ وجود میں آگیا تو ہزرگوں نے اپنے وطن آنے کا قصد کیا جس کے نتیج میں گھر ول کے گھر خالی ہو گئے، لوگول نے اپناساز وسامان چھوڑ کر ہجرت کی راہ لی، لیکن اس وقت بھی پچھ سر پھرے لوگ موجود تھے جو باغی ہو گئے۔ '' گھس بیٹھئے'' کی مرکزی کر داراپنے ماضی کے بارے میں سوچتی ہے کہ جس سر زمین پر اس نے جنم لیا۔ وہاں کے باسیول نے انھیں غلامی کا طعنہ دیا، جن گلیول میں کھیلے ان گلیول میں سانس لیناد شوار ہو گیا۔ ان تکلیف دہ حالات میں جب اس کے باپ نے ہجرت کا فیصلہ کیا تو اس کا بھائی ''رضوان'' جو از ل سے ضدی تھا، برہم ہو گیا اور ہجرت سے انکار کر دیا اور بھارتی فوج میں جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کا بھی بھائی اس کا بڑی محنت سے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس کا بھی بھائی اس کا بڑی محنت سے بنایا ہوا گھر و ندا توڑ دیا کر تا تھا اور شائد ہجرت کے وقت بھی اس نے اپنے باپ کی بات نہ مان کر (اس عورت سے) سے بدلہ لیا تھا کیو نکہ اسے بنایا ہوا گھر و ندا توڑ دیا کر تا تھا اور شائد ہجرت کے وقت بھی اس نے اپنے باپ کی بات نہ مان کر (اس عورت سے) سے بدلہ لیا تھا کیو نکہ اسے

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) =

پاکستان دل سے عزیز تھالیکن جو چیز اس (عورت) کو پسند ہوتی تھی وہی اس کے بھائی کو ناپسند ہوتی تھی۔وہ یہ سوچتی ہے کہ اس کے بھائی نے بھارتی فوج میں بھرتی ہو کر صرف اس سے ہی نہیں پوری پاکستانی قوم سے انتقام لینے کی کوشش کی۔

مذکورہ عورت محبِ وطن ہونے کی حیثیت سے پاکستان بننے کے بعد کی طویل سیاسی صور تحال پر غور کرتے ہوئے سوچتی ہے کہ جس ملک کو حاصل کرنے کے لئے آگ اور خون کا دریا پار کر کے لوگ یہاں آئے تھے۔اب یہی پاکستان دشمن کی سازشوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا ہے دشمن کی ہر ممکن کو حشس ہے کہ کسی طرح اس ملک کو نقصان پہنچائے۔اس تشویش ناک صور تحال کا اظہار یہ عورت تصور میں اپنے رضوان بھیٹا سے ہمکلام ہو کر کرتی ہے:

رضوان بھیا۔۔۔۔ پاکستان کامشر قی حصہ پھر آگ کی "

لپیٹ میں ہے۔ تمھارے بھارت نے وہاں تم جیسے اپنے

سینکڑوں تخریب کار بھیج دئے ہیں اور میرے دل میں

ایک بار پھر شدّتِ جذبات سے تلاظم بر پاہو گیا

ہے۔ تمھاری وجہ سے میرے نغمہ بار وطن کے گیت
موت کی نیند سوتے جارہے ہیں۔ سر سبز کھیتیاں

موت کی نیند سوتے جارہے ہیں۔ سر سبز کھیتیاں

ہوگیا ہے۔ میرے مجھیرے کے ہاتھوں سے بنسریاں گر

ہوگیا ہے۔ میر اجھی نہیں گر جھے

وتشد دکا شکار ہور ہاہے۔ تمھارے انتقام کی آگ جھے

جلا کر بھی نہیں بُحھی کیاتم جو میرے وطن کی

د ھیاں بھیرنے آنکے ہو۔خدار ارضوان بھیّا چلے

د ھیاں بھیرنے آنکے ہو۔خدار ارضوان بھیّا چلے

د ھیاں بھیر نے آنکے ہو۔خدار ارضوان بھیّا چلے

عذر ااصغر افسانوی مجموعے '' تنہا برگد کاؤکھ''کے افسانہ ''آورش کی موت'' میں ہندوستان کی تقسیم کے بعد پیدا ہونے والی معاشی و معاشرتی صور تحال کے بارے میں بہت وضاحت سے لکھتی ہیں کہ جب متحدہ ہندوستان انگریزی سامراج سے آزاد ہوا تو بظاہر یہ ہندوستان میں بسنے والی اقوام کے لئے خوشی کا موقع تھا کیونکہ اب ہندوستانی اقوام انگریزی تسلط سے چھٹکارا پاچکی تھیں۔ یہ عظیم کارنامہ تھا لیکن انجی اس فتح کو پوری طرح محسوس بھی نہ کر پائے تھے کہ متحدہ ہندوستان بھی دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ اچانک ہر چیز پر قبط پڑگیا، معمولی نمک دیکھنے کو بھی نہ ملتا۔ گندم

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) =

صفحہ مستی سے مٹ گئی، زمینداروں کے گھروں میں بھی گندم کی جگہ باجرہ اور مکئی کھانے کے لئے پکنے لگی اور وہ بھی بس اتنی کہ صرف زندہ رہاجا سکے۔

جس کے نتیج میں ایک عجیب صور تحال پیدا ہو گئ تھی کہ ہر کوئی بقائے زندگی کے لئے ہجرت پر مجبور ہو گیا۔ ہجرت کرنے والے اپنی جانوں کے نندرانے دے کر پاکستان پہنچے تھے ان کے عزیزان سے ہمیشہ کے لئے مجھڑ گئے۔ ان کی عزیتیں راستوں میں ہی پامال ہو گئیں پاکستان بننے کے نذرانے دے کر پاکستان پنجے تھے ان کے عزیزان سے ہمیشہ کے لئے مجھڑ گئے۔ ان کی عزیتیں راستوں میں ہی پامال ہو گئیں پاکستان بننے کے بعد یہاں پر بھی مفاد پرست لوگوں نے اپنے خونی پنجے گاڑنے شروع کر دیئے۔ ہجرت کرکے آئے ہوئے لوگوں میں پچھ ایسے لوگ بھی سے جنھوں نے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا مگر شریف گھرانوں نے سفید پوشی کی چادراوڑھ کرخود کو حالات کے سپر دکر دیا:

" پاکستان میں مہاجرین کی آباد کاری کادشوار گزار کام جاری تھا، مہاجرین جواجھے خوشحال خاندانوں سے سخے اپنی خو دداری اور سفید پوشی کے بھرم کو تھام تھام کرنڈھال ہوئے جارہے تھے، باقیوں نے خوب دھاند کی مجارکھی تھی۔ بڑے مکانوں کی الا ٹمنٹ اور جائیداد کے کلیم ان کے پاس تھے اور ان سب کا حصول ان کامقصد زندگی۔ "(9)

مصنفہ اپنے ای افسانے میں ایک مہاجر لڑی کی نظر سے پاکستان کی خوشحالی کی نصویر دکھاتی ہیں کہ یہ سر زمیں مہاجر وں کے لئے کسی جنت سے کم نہ تھی۔ یہاں انان کی فراوانی اور خوشحالی نے بجرت کر کے آئے ہوئے لوگ آسودہ حال ہونے گئے۔ یہاں کے دن مطمئن اور را تیں پُر کو پیٹ بھر کھاناماتا تھالوگ محنت کر کے خوشحالی کی زندگہ بسر کرنے لئے۔ لوگ آسودہ حال ہونے لئے۔ یہاں کے دن مطمئن اور را تیں پُر سکون تھیں۔ یہ وطن مہاجر یکئے لئے کسی جنت سے کم نہ تھا، لیکن پاکستان بننے کے بعد یہاں بھی مفاد پرست طبقے نے اپنی آساکشوں کے حصول کے لئے خریب طبقے کے حقوق زبر وستی چھین کران کے جذبات کو مجر و ح کر دیا۔ انھیں اپنے دیہاتوں کو چھوڑ کی آساکشوں کے کردور در از علاقوں کی طرف ججرت پر مجبور کیا گیا۔ تاکہ امیر لوگوں کے پر آساکش شہر آباد کئے جاسمیں۔ حکومت نے انھیں اپنے کھیت اور گھر چھوڑ نابہت تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔ اپنی زمین سے کٹ کرانسان بھر جاتا ہے۔ ان حساس جذبات کا اذالہ نا ممکن ہوتا ہے۔ اپنی آبائی زمین سے مجبت کے جذبات انمول ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی قیمت ادا نہیں کر سکتا۔ مصنفہ ''نئی بستی''میں قیام پاکستان کے بعد بی آبادیل بنا نے کے عمل بارے میں کھتی ہیں:

"اس نے اور بڑے گار کے لئے کئی اور بڑے شہر کوآبادیل بنا نے کے عمل بارے میں کھتی ہیں:

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan - March 2022) =

پرانے اور چھوٹے چھوٹے گاؤں اُجاڑناپڑے تھے۔ بے
شار خاند انوں کو ہجرت پر مجبور کیا گیا تھااور
انھیں اپنے قدیمی گھر، اپنے کھیت کھلیان چھوڑ کرنا
معلوم اور نئے مقامات کی طرف سفر کرناپڑا تھا۔۔۔
سر کارنے اخھیں معاوضہ اداکیا تھا، ان کے اپنے گھر
چھوڑ دینے کا، اپنی معاشر ت سے بے دخلی کا،۔۔۔۔معاوضے
تووہ بہلا واہوتے ہیں جو گر کرچوٹ کھائے روتے
توہ کو چُپ کرانے کا ایک بہانہ ہوتے
ہیں۔"(10)

پاکتان بننے کے بعد ایسی صور تحال پیدا ہوگئ کہ یہاں جمہوریت کی بحالی ناممکن ہوگئ۔ کھی تبلی حکو متیں آتیں اور من مانی کاروائیاں کر تیں عوام کی رائے سے کسی کو سروکار نہ رہا گو یاانھیں اس قابل ہی نہیں سمجھا گیا۔ پھر پاکتان کو یکے بعد دیگر ہے مارشل لاء سے بھی واسطہ پڑا۔ ان حالات میں پاکتان کی ترقی تو کیابقاء بھی خطر ہے سے دوچار رہی۔ مشرقی پاکتان کی علیحد گی کا حادثہ اسی دور کی عنایت ہے۔ جب وُشمن اپنے مضموم ارادوں میں کامیاب ہو گیااور پاکتان دولخت کر دیا گیا۔ ہماری فوجی جوان میدان جنگ میں جس بے بسی کی تصویر بنے اس کو آج تک کوئی جی حساس دل بھلا نہیں پایا۔ ہمارے وہ جوان جنھیں دنیا کی کوئی طاقت میدانِ جنگ میں ہر انہیں سکتی، انھیں مفاد پرست حکمر انوں نے اپنی خود غرضی کی جھینٹ چڑھادیا۔ عذر الصغر اپنے انسانوی مجموعے 'دگد لا سمندر'' کے افسانہ 'دخوف کی چادر میں لپٹی بستی'' میں پاکتان بننے کے بعد کی صور تحال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

لکھتی ہیں کہ یہ ملک ہم نے آزادی اور خود مختاری سے اسلامی انداز سے جینے کے لئے حاصل کیا تھا مگر حکمر ان طبقہ بزورِ شمشیر عوام پر مسلط نظر آتا ہے۔ اس ملک کے فہم و فراست رکھنے والے حکمر انوں نے اسے بچوں کا کھیل بنادیا ہے۔ یہ لوگ ہر روز گھر وندے بناتے ہیں اور خود ہی ان کو مسار کردیتے ہیں۔ ایک ایسادور بھی آیا جب کراچی جیسے شہر کی رونقیں ختم ہو کررہ گئیں تھیں۔ کاروبارِ زندگی مفلوج ہو کررہ گیا تھا۔ لوگ گھروں میں محصور ہونے پر مجبور ہوگئے، آئے دن اغواء، ڈکیتی اور قتل کی واردا تیں عام ہو گئیں۔ ان حالات کے بارے میں لکھتی ہیں:

چار عشر ول میں زیادہ عشرے چپ کے پیرائے میں '' گزرے گئے۔ آبادی کے لبوں کوسٹکینوں کی سوئیوں سے سی کر بند کر دیا گیا تھا۔۔۔۔ان کے لب صرف نعرے لگانے کو کھولے جاتے اور کام ختم ہوتے ہی

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) =

پھرسی دئے جاتے۔ حتی کہ بستی والوں کو چپ رہنے ۔ اور کچھ نہ کہنے کی عادت بڑگئی۔ جبر کھانااور ظلم اوڑ ھناان کی سر شت ہو گئی۔۔۔ مطیع بن کر جدنے کا ڈھنگ سکھ لیا۔۔۔دن کے اُجالے میں عصمتیں تار تار ہو جاتیں۔۔۔ بے بنیادالزامات کی بیڑیال پہنا کرانھیں تنگ و تاریک کو ٹھڑیوں میں بند کر دیاجاتالیکن وہ چپ رہتے ،احتجاج کر ناوہ بھول چکے تھے۔بستی کے مکین اپنے حقوق سے گویاد ستبر دار تھے۔"(11) مصنفہ پاکستان بننے کے بعد پیداہونے والی صور تحال پرافسر دہ ہے کہ آخروہ کون سے یوشیدہ ہاتھ ہیں جواس ملک میں محبت کا پیغام پھیلانے والوں کو بے در دی ہے گولیوں کانشانہ بناتے ہیں۔اس ملک میں یک جہتی بیدانہیں ہونے دیتے۔اس وطن کے وہ پیارے اور بڑھے لکھے لوگ جو محبتیں بانٹتے ہیں،ایک دوسرے کومتحدر بنے کادرس دیتے ہیں۔آخرایسے ہی خیر خواہوں کوہی کیوں نشانہ بنا ماحار ہاہے۔ کیاجولوگ اس قتل وغارت گری کا بازار سحائے بیٹھے ہیں وہ پاکستانی کہلانے کے حق دار بھی ہیں؟ نہیں یہ لوگ کبھی بھی سیج یاکتانی نہیں ہو سکتے۔اس یاکیزہ دھرتی کے سینے میں کس عفریت نے پنجے گاڑ دیئے ہیں کہ عوام الناس کاسکون وقرار ختم ہو کررہ گیاہے۔ اب یہاں توا کثریت مسلمانوں کی ہے۔ جن کاخدا،رسول اور مذہب ایک ہے۔ پھر کیوں مساجد کو بموں کے دھماکوں سے اُڑا پاجار ہاہے۔ را بگیر وں کو گولیوں کا نشانہ بنا پاجار ہاہے۔ پھر کون ہے جوآئے دن بوریوں میں نہتے شہریوں کی لاشیں چینک جاتا ہے۔ آخروہ کون لوگ ہیں جو مذہبی اور اور لسانی فرقہ واریت کوہواد ہے رہاہے۔ یقیناً یہ ہم میں سے نہیں۔مصنفہ افسانہ'' ہارود کی بُو'' میں کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نوجہ کناں

⁼ Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. III, Issue. 1 (Jan – March 2022) =

حزب الله ميمن توبه تم تتھے جوشر پيندوں کی'' گولیوں کااس بے در دی سے نشانہ بنے تم ---- تم جو ملن کے گیت لکھتے تھے اور اپنے طالب علموں کو یجهتی، یگانگت اور بھائی جارہ کا سبق پڑھاتے تھے۔ میں شایدرور ہی ہوں----میرے عروس البلاد شہر کراچی میں کیسی آندھی چلی ہے۔ کیسی آگ بھڑ کی ہے کہ خون کے دریا بھی اسے بُحِیما نہیں پارہے۔"(12) عذرااصغرنےاینےافسانوں میں ہجرت کے المیےاوربد لتے ہوئےانسانی روبوں کی تبدیلی کی ترجمانی کی ہے۔ان کاانداز بیاں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ تمام کھانیاں مصنفہ کے اپنے گہرے مشاہدے کی ہدولت وجود میں آئیں۔ مصنفه ایک حساس دل رکھنے والی محب وطن ہیں، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے جو کچھا ہے گردوپیش دیکھااس کواپنے دلگدازاحساس اور خوبصورت اسلوب کے پیرائے میں بیان کر دیا۔انھوں نے ہجرت کے دل دہلادینے والے حالات وواقعات کواپنی آئکھوں سے دیکھاتھا، وہ بھلاا پنے ملک کے مکینوں کے خود غرضانہ رویئے سے پیداہونے والی صور تحال کو کس طرح سر داشت کرسکتی تھی۔ان کی کہانیاںاینے پڑھنے والوں کی توجہان عوامل کی طرف دلاتی ہیں جو کسی قوم کی ترقی کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ تفرقے سے قومیں ہرباد ہو جاتی ہیں اور ان پر ظالم اقوام مسلط ہو جاتی ہیں۔وہ آزادی کی قدرو قبت سے واقف ہیں۔وہ خود بھی ماہو شاور ماخبر ذہن کی مالک ہیں اور اسی لئے وہ اپنے قاری کو بھی ماضی سے باخبر کر کے سوجنے ىرمجبور كرتى ہیں۔

والدجات

Reference

- 1. Kaleem-Ud- Din Ahmed, Urdu tanqeed per Ak nazar, Islamabad: yourap akalmi, 2012, pg:215
- 2. Azar-Al-Asghar, yadoon ki taak per Rakhi kahaniya, Lahore: Dastavees, 2012 pg: 53
- 3. Azar-Al-Asger, Biswi Sadi Ki Larki, Lahore: Magbool Academy, 1989, Pg106
- 4. Ibid, Pg:107
- 5. Azara Asghar, yaadoon ki taak per rakhi kahaniya, Pg: 55
- 6. Azara Asghar, Biswi Sadi Ki Larki, Pg:108
- 7. Azara Asghar, pat jar ka Akhri pata, Lahore: Maqbool Academy, 1989, Pg:9
- 8. Ibid, pg:12
- 9. Azara Asghar, Tanha Barged ka Dukh Lahore: Maqbool Academy, 1990 Pg: 25
- 10. Ibid, pg: 286
- 11. Azara Asghar, Dukh Ka Samundar, Lahore: Tajdid-E-Ashait, Pg:39
- 12. Ibid, pg:103